
إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا
ووٹ
کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
تالیف
مولانا محمد ثاقب
فاضل: جامعة العلوم الاسلاميه الفريديه
المتخصص: جامعة المحمديه اسلام آباد
ایشین ٹریڈرز راولپنڈی 0300-5516664، 0333-5700770

نام کتاب	ووٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
تالیف	مولانا محمد ثاقب
ناشر	ایشین ٹریڈرز راولپنڈی
تعداد	2000
کمپوزنگ	ابومحمد شیرازی
قیمت	

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
2	تقریظ	1
5	ووٹ کی شرعی حیثیت	2
6	ووٹ کا ضائع کرنا	3
8	ووٹ کا استعمال شرعاً ضروری ہے	4
11	عورتوں کے ووٹ کا مسئلہ	5
13	ووٹ کا غلط استعمال کرنا جرم ہے	6
16	ووٹ کس کو دینا چاہیے	7
18	ووٹ کے حصول کے لئے رقم تقسیم کرنا	8

تقریظ

حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب مدرس ومفتی جامعہ محمدیہ اسلام آباد

کتنی حقیقتیں ہیں جو ہمارے رسم ورواج کی دھول سے دھندلا گئیں، کتنے فرائض ہیں جو ہمارے غلط معاشرتی افکار ونظریات کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیئے گئے، کتنے واجبات کی تکمیل ہمارے عصبیت کے بتوں کے نیچے سسک رہی ہے، حقوق اللہ کے کتنے ہی گلہائے خوش رنگ ہمارے غلط ماحول کی پروردہ روایات سے کملا گئے۔

انہیں میں سے ایک حقیقت، ایک فریضہ، ایک واجب اور ایک حقوق اللہ کا خوش رنگ پھول ''ووٹ'' جیسی مقدس امانت کی ادائیگی ہے۔ امانت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ووافی ہے۔

إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلىٰ أهلها. النساء (۵۸)

ترجمہ☆ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو

احادیث مبارکہ امانت کی ادائیگی کے لئے ترغیبات اور عدم ادائیگی پر وعیدات سے بھری ہوئی ہیں لیکن ہم ووٹ جیسی مقدس امانت کو سیاسی شطرنج کے ایک مہرے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، سیاسی کھیل کا کھلونہ سمجھ کر ضائع کر دیتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ مختصر سا رسالہ اسی مقدس امانت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی ایک سعی ہے۔ ؎ گر قبول افتد زہے عز وشرف

عزیزم مولانا محمد ثاقب کے صریر خامہ کا یہ نقش اول ہے اور دعا ہے کہ

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

والسلام مع الاکرام

الاحقر شکیل احمد غفرلہ الصمد ۷ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ ۴ جولائی ۲۰۰۶ء منگل

بسم الله الرحمن الرحيم

شرعی اعتبار سے ووٹ کی چند حیثیتیں ھیں:۔

۱-ووٹ کی پہلی حیثیت شہادت اور گواہی کی ہے، ووٹر اپنے اس ووٹ کے ذریعے اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ یہ ممبر اپنی استعداد کے اعتبار سے اس منصب کی قابلیت وصلاحیت رکھتا ہے، اسلام اور ملک وقوم کے لئے مفید وخیر خواہ بھی ہے۔

۲-ووٹ کی دوسری حیثیت مشورہ کی سی ہے، ووٹر حکومت اور انتظامی امور کے سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ سیاسی امور میں کون زیادہ بہتر، ایماندار اور دیانتدار ہے۔

۳-ووٹ کی تیسری حیثیت سفارش کی ہے کہ ووٹر اپنے ووٹ کے ذریعہ اس امیدوار کے لئے ایک اہم عہدہ سنبھالنے اور اس کی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے۔

۴-ووٹ کی چوتھی حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹر اپنے ووٹ کے ذریعہ اس امیدوار کو اپنی نمائندگی کے لئے حکومت میں اپنا وکیل نامزد کرتا ہے۔

۵-ووٹ کی پانچویں حیثیت سیاسی بیعت کی ہے کہ ووٹر اپنے ووٹ کے ذریعے متعلقہ امیدوار کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے سربراہ مملکت کا انتخاب کرے۔ بیعت کے لئے ضروری نہیں کہ ہاتھ ہی سے بیعت کی جائے، چنانچہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے:

عن عبدالله بن دينار قال: شهدت ابن عمر حيث اجتمع الناس على عبدالملك، كتب أنى أقربالسمع و الطاعة لعبدالله عبدا لملك أمير المؤمنين على سنة الله وسنة رسول الله ما استطعت، وإن بنى قد أقروا بمثل ذلك.

صحيح بخارى (۱۰۶۹/۲).

ترجمہ......☆ حضرت عبداللہ بن دینارؒ فرماتے ہیں: میں اس وقت موجود تھا جب لوگوں نے عبدالملک بن مروان پر اتفاق کرلیا (یعنی اس کے ہاتھ پر بیعت کی) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے

بیعت کا خط (عبدالملک بن مروان کو) اس مضمون کا لکھا: میں اللہ کے بندے عبدالملک بن مروان کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں، اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبر کی سنت کے موافق جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا، اور میرے بیٹے بھی ایسا ہی اقرار کرتے ہیں۔

چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے، آنحضرت ﷺ نے انہیں مکہ معظّمہ بھیجا تھا، آپ ﷺ نے ان کی عدم موجودگی میں ان کی طرف سے بیعت فرمائی۔

بخاری و ترمذی کی روایت ہے:

فبعث رسول الله ﷺ عثمان، وكانت بيعة الرضوان بعد ماذهب إلى مكه، فقال رسول الله ﷺ: بيد اليمنىٰ هٰذه يدعثمان، فضرب بها علىٰ يده،فقال هٰذه لعثمان. بخاری (۱/۵۲۳) ترمذی (۲/۲۱۲)

ترجمہ......☆ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کو مکہ معظّمہ بھیجا اور بیعت رضوان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد منعقد ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرا دایاں ہاتھ عثمان کا ہے اور اسے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات کافی ہے کہ امیر کسی کو بیعت کے لئے وکیل بنائے یا بیعت کرنے والا کسی کو بطور وکیل بھیجے یا خط کے ذریعے سے بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بوادر النوادر (صفحہ ۴۷۱) میں ''غائبانہ بیعت'' کے جواز کو مدلل تحریر فرمایا ہے۔ بحر حال اپنا حق رائے دہی کے استعمال کی حیثیت بڑی نازک اور اہم ہے۔

ووٹ ضاع کرنا

انتخابات اور ووٹوں کی سیاست کو ایک دنیاوی معاملہ سمجھنا اور یہ کہ اس کا دین و مذہب سے کوئی واسطہ نہیں، درست نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ایک عام غلط فہمی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ آج کی سیاست محض مکر و فریب کا نام بن چکی ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ دیندار اور شریف آدمی کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے، یہ غلط فہمی

بہر حال غلط اور ملک وملت کے لئے سخت مضر ہے۔ عقلمندی اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ سیاست کے میدان کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کی جائے جو اسے مسلسل گندا کر رہے ہیں۔

اس وقت دو مختلف نظریات کی جنگ ہے، ایک نظریے کا کہنا ہے کہ اس کائنات پر حکومت انسانی خواہشات کی ہے، وہی اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرے گی اور وقت کے لحاظ سے زندگی کا دستور بھی اسی کے مطابق ڈھال لیا جائے گا۔ اس کی حقیقت واضح کرنے کے لئے یہ جملہ مشہور ہے:

It is a government of the people by the people for the people.

ترجمہ......☆ عوام کی حکومت جو کہ عوام کے ذریعے عوام کے فائدے کے لئے قائم ہے۔

اس نظریے کا سب سے پہلا رکن اعظم یہ ہے کہ اس میں عوام کو حاکم اعلیٰ تصور کیا جاتا ہے اور عوام کا ہر فیصلہ جو کثرت رائے کی بنیاد پر ہوا ہو، وہ واجب اور ناقبل تنسیخ سمجھا جاتا ہے۔ کثرت رائے کے اس فیصلے پر کوئی قدغن اور کوئی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔

دوسرے نظریے کا دعویٰ ہے کہ اس کائنات پر حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اچھے برے کا فیصلہ کرنے والا وہی ہے، یہاں اسی کا قانون چلے گا اور اسی کی بات مانی جائے گی، سیاست ومعیشت سے لے کر نجی زندگی تک ہر معاملے میں اسی کے احکام واجب الاطاعت ہوں گے۔ ان حالات میں جب کہ لڑائی اسلام اور لادینیت کی ہے کسی بھی باشعور شخص کے لئے غیر جانبدار رہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس وقت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ساری توانائیاں اسلامی قوتوں کو مدد پہنچانے میں صرف کرے، اس موقع پر خاموش بیٹھنا بھی ایسا ہی جرم ہے جیسا دشمن کو تقویت پہنچانا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الناس إذار أو االظالم فلم يأخذوا على يديه أوشک أن يعمهم الله بعقاب.

ابو داؤد (۲/۲۴۷).

ترجمہ......☆ اگر لوگ ظالم کو دیکھ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالی ان سب پر اپنا عذاب عام نازل فرمائیں۔ اگر انتخابات میں سرگرم حصہ لے کر اس ظلم کو کسی نہ کسی درجے میں مٹانا آپ کی

قدرت میں ہے تو اس حدیث کی رو سے یہ آپ کا فرض ہے کہ خاموش بیٹھنے کی بجائے ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اس ظلم کو روکنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من أذل عنده مؤمن فلم ينصره وهو يقدر على أن ينصره أذله الله على رؤوس الخلائق. مسند احمد(۳/۴۸۷).

ترجمہ......☆ جس شخص کے سامنے کسی مؤمن کو ذلیل کیا جارہا ہو اور وہ اس کی مدد کرنے پر قدرت کے باوجود مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے میدان میں بر سر عام رسوا کریں گے۔

بنی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من رد عن عرض أخيه رد الله عن وجهه النار يوم القيامة.

ترمذی(۲/۴۵۷).

ترجمہ......☆ جس شخص نے اپنے بھائی کی آبرو کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو آگ سے محفوظ رکھیں گے۔

ووٹ کا استعمال شرعا ضروری ھے

شرعی نقطہ نظر سے جب ووٹ کی حیثیت شہادت کی ہے تو جہاں کہیں شہادت کے ترک کرنے سے مدعی کا حق سلب ہوتا ہو، وہاں شہادت دینا واجب ہے اور جس طرح جھوٹی گواہی دینا حرام و ناجائز ہے اسی طرح ضرورت کے موقع پر شہادت کو چھپانا بھی حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَادُعُوْا .البقرة (۲۸۲).

ترجمہ......☆ اور جب گوہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

وَلَا تَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ آثِمٌ قَلْبُهٗ. البقرة (۲۸۳).

ترجمہ......☆ اور گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گناہ گار ہے۔

يَاأَ يُّهَاالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡ قَوَّامِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلَى أَنۡفُسِكُمۡ أَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡأَقۡرَبِيۡنَ. النساء (١٣٥).

ترجمہ......☆ اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے گواہی دو، اگر چہ تمہارا نقصان ہو یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يَاأَ يُّهَاالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡ قَوَّامِيۡنَ لِلّٰه شُهَدَاءَ بِالۡقِسۡط. المائده (٨).

ترجمہ......☆ اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔

تیسری جگہ ارشاد ہے:

وَأَقِيۡمُوۡاالشَّهَادَةَ لِلّٰهِ. الطلاق (٢) .

ترجمہ......☆ اللہ کے لئے سچی شہادت کو قائم کرو۔

یعنی شہادت یا فیصلہ میں کسی کی دوستی، قرابت اور تعلق کا، یا دشمنی اور مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے، اگر چہ حق بات خود تمہارے خلاف ہو یا والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے خلاف ہو، اس کے کہنے میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔

ان آیات میں مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ سچی شہادت سے جان نہ چرائیں، اللہ کے لئے ادائیگی شہادت کے واسطے کھڑے ہو جائیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

من كتم شهادةإذا دعى إليها كان كمن شهدبالزور. كنزالعمال (٧/١٤).

ترجمہ......☆ جس کسی کو شہادت کے لئے بلایا جائے اور وہ اسے چھپائے تو وہ ایسا ہے جیسے جھوٹی گواہی دینے والا۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ألاأخبر کم بخیر الشهداء الذی یأتی بشهادته قبل أن یسألها. أبو داؤد (۲/ ۱۵۰) مسلم(۲/۷۷).

ترجمہ...... ☆ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بہترین گواہ کون ہے؟ وہ شخص جو اپنی گواہی کسی کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی ادا کردے۔

فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب الدر المختار میں ہے:

وسبب وجوبها طلب ذی الحق، أو خوف فوت حقه بأن لم یعلم بها ذو الحق، وخاف فوته لزمه أن یشهد بلاطلب. الدر المختار مع ردالمحتار (۵/ ۴۶۱).

ترجمہ...... ☆ شہادت کے وجوب کا سبب صاحب حق (مدعی) کا مطالبہ کرنا ہے، یا صاحب حق کا حق ضائع ہونے کا خوف ہو اس طرح سے کہ صاحب حق کو اس کی شہادت کے بارے میں علم نہ ہو اور اگر شاہد (گواہ) کو مدعی کا حق ضائع ہونے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں شاہد پر لازم ہے کہ مدعی کے مطالبہ کیے بغیر گواہی دے۔

دوسرے مقام پر ہے:

(ویجب أدائها بالطلب ولوحکما)...... (لوفی حق العبد) . الدرالمختار مع ردالمحتار (۵/ ۴۶۳).

ترجمہ...... ☆ مطالبہ کرنے پر گواہی کی ادائیگی ضروری ہے چاہے غلام کے حق میں ہی کیوں نہ ہو۔

ووٹ بھی بلاشبہ ایک شہادت ہے، قرآن وسنت کے یہ تمام احکام اس پر بھی جاری ہوتے ہیں، لہٰذا ووٹ کو استعمال نہ کرنا اور ضائع کردینا دین داری کا تقاضا نہیں ہے۔ اس لئے مروجہ نظام میں ایک ایک ووٹ قیمتی ہے اور یہ ہر فرد کا شرعی، اخلاقی، قومی اور ملی فریضہ ہے کہ وہ اپنے ووٹ کو اتنی ہی توجہ اور اہمیت کے ساتھ استعمال کرے جس کا وہ واقعی مستحق ہے، اور ہر ووٹر کو قرآن کریم کا یہ ارشاد اپنے سامنے رکھنا چاہیے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا. النساء (۸۵).

ترجمہ......☆ جوشخص اچھی سفارش کرتا ہے (تو جس کے حق میں سفارش کی ہے) اس کے نیک عمل کا حصہ اس کو بھی ملے گا اور جوشخص بری سفارش کرتا ہے (یعنی کسی نا اہل اور برے شخص کو کامیاب بنانے کی سعی کرتا ہے) اس کو اس کے برے اعمال کا بھی حصہ ملے گا۔

عورتوں کے ووٹ کا مسئلہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ . البقرة (۲۸۲).

ترجمہ......☆ اور اگر وہ (گواہ) دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ہی سہی)۔

شریعت مطہرہ نے عورت کو اہل الرائے، اہل مشورہ اور اسی طرح اہل شہادت قرار دیا ہے۔ خلفائے راشدین کے روشن دور خلافت میں جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے لوگوں سے مشورہ اور رائے طلب کی تو اس موقع پر آپ نے باپردہ عورتوں سے بھی مشورہ اور رائے طلب کی تھی۔ صاحب البدایہ والنہایہ لکھتے ہیں:

ثم نهض عبدالرحمن بن عوف يستشير الناس فيهما، ويجتمع رأى المسلمين برأى رؤوس الناس وأقيادهم، جميعا وأشتاتا، مثنىٰ و فرادىٰ ومجتمعين، سرا وجهرا، حتىٰ خلص إلى النساء المخدرات في حجابهن، وحتى سأل الولدان في المكاتب، وحتى سأل من يردمن الركبان والأعراب إلى المدينة في مدة ثلاثة أيام بلياليها. البداية والنهاية (۷/ ۱۵۱).

ترجمہ......☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان دونوں (حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنھما) کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کرنے لگے اور عام مسلمانوں کی رائے کو ان کے سرداروں اور

قائدین کے واسطے سے متفرق اور مجتمع طور پر، انفرادی اور اجتماعی رنگ میں، پوشیدہ اور علانیہ طور پر اکٹھا کرنے لگے، حتی کہ آپ پردہ نشین عورتوں کے پردے میں ان کے پاس گئے اور مدارس کے طلبہ اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں اور بدوؤں سے بھی تین دن رات کی مدت میں دریافت کیا۔ منہاج السنن میں ہے:

يجوز لهن الخروج إذا كان بإذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزينة، والتعطر، واختلاط الرجال، فمادامت النساء راعت هٰذه الشرائط فلا ضير فيه. منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذی (۱٦۹/۵)

ترجمہ......☆ عورتیں مردوں کی اجازت سے گھروں سے نکل سکتی ہیں بشرطیکہ زیب وزینت کے لباس، خوشبو اور مردوں کے اختلاط سے اجتناب کریں، اگر عورتیں ان شرائط کی رعایت کریں تو اس نکلنے میں کوئی نقصان کی بات نہیں ہے۔

احکام القرآن میں ہے:

فقال أبو حنيفة،أبويوسف،ومحمد،وزفر،و عثمان البتی: لاتقبل شهادة النساء مع الرجال فی الحدود،ولافی القصاص.وتقبل فيما سوىٰ ذالک

ترجمہ......☆ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور عثمان البتی فرماتے ہیں: کہ عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ حدود اور قصاص میں قبول نہیں کی جائے گی اور اس کے علاوہ باقی تمام حقوق میں قبول کی جائے گی۔

تاہم ایک مسلمان عورت کے ووٹ ڈالنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پردہ اور دیگر امور شرعیہ کا خیال کرتے ہوئے اپنے ووٹ کا حق استعمال کرے ورنہ معصیت کے ارتکاب سے ووٹ کا ترک کرنا افضل ہے۔

ووٹ کا غلط استعمال جرم ھے

بہت سے لوگ اپنی دیانتدارانہ رائے کی بجائے محض ذاتی مفادات، تعلقات، برادری یا ظاہری لحاظ ومروت سے متاثر ہوکر اپنے ووٹ کو غلط استعمال کرتے ہیں اور اس کا احساس تک نہیں ہوتا کہ شرعی ودینی لحاظ سے انہوں نے اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے جو متعدد گناہوں کا حامل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وإذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذاقربیٰ. الانعام (۱۵۳)

ترجمہ......☆ اور جب کوئی بات کہو تو انصاف کرو خواہ وہ شخص (جس کے خلاف بات کہی جارہی ہے) تمہار قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔

نااہل کو ووٹ دینا جھوٹی گواہی کے زمرے میں آتا ہے اور قرآن کریم میں جھوٹی گواہی کو بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاجتنبوا الرجس من الأوثان واجتنبوا قول الزور. الحج (۳۰).

ترجمہ......☆ تم لوگ بتوں کی نجاست اور جھوٹی بات کہنے سے بچو۔

نبی کریم ﷺ نے متعدد مواقع پر جھوٹی گواہی کو اکبرالکبائر (سخت ترین گناہ کبیرہ) میں شمار کر کے اس پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

عن عبدالرحمن بن أبی بکرة عن أبیه قال: قال رسول الله ﷺ: ألا أنبئکم بأکبر الکبآئر!قلنا: بلی یارسول الله! قال:الإشراک بالله ،وعقوق الوالدین، وکان متکأ فجلس فقال: ألاوقول الزور وشهادة الزور! مرتین فمازال یقولهاحتی قلت:لایسکت. بخاری (۸۸۴/۲).

یہی روایت بخاری میں دوسرے مقام پر تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس طرح ہے۔

عن عبدالرحمن بن أبی بکرة عن أبیه قال: قال النبی ﷺ: ألا أنبئکم بأکبر الکبآئر! ثلثا قالوا: بلی یارسول الله قال: الإشراک بالله، و عقوق الوالدین، وجلس وکان متکأ فقال: ألاوقول الزور! فمازال یکررها حتی قلنا :لیته سکت. بخاری (۳۶۲/۱).

ترجمہ......☆ عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: کہ کیا میں تمہیں اکبرالکبائر (سخت ترین گناہ کبیرہ) نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: شرک، والدین کی نافرمانی، (راوی بیان کرتے ہیں) کہ آنحضرت ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا خوب اچھی طرح سنو! جھوٹی گواہی، جھوٹی بات! اور ''جھوٹی گواہی'' کا لفظ بار بار ارشادفرماتے رہے، یہاں تک کہ ہم دل میں کہنے لگے کہ کاش! آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

عن خریم بن فاتک قال: صلیٰ رسول الله ﷺ صلوٰة الصبح، فلما انصرف قام قائما فقال: عدلت شهادة الزور بالإشراک باالله ثلاث مرات. أبوداؤد (۱۵۱/۲)

ترجمہ......☆ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور تین مرتبہ یہ ارشادفرمایا: کہ ''جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے''۔

اہل اور حقدار کی بجائے صرف رشتہ داری اور برادری کی وجہ سے کسی امیدوار کو ووٹ دینا عصبیت اور جاہلیت ہے، اور نبی کریم ﷺ نے عصبیت کی دلدل میں پھنسنے والوں سے بے زاری کا اظہار فرمایا ہے:

عن أبی هريرة عن النبی ﷺ أنه قال: من خرج من الطاعة وفارق الجماعة، فمات،مات ميتة جاهلية، ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصبة، أو يدعو إلى عصبة، أو ينصر عصبة، فقتل، فقتلته جاهلية.ومن خرج على أمتی يضرب برها وفاجرها،ولايتحاش من مؤمنها،ولايفی لذی عهد عهده، فليس منی ولست منه. مسلم (۲/۱۲۷).

ترجمہ......☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص نے اطاعت چھوڑ کر جماعت سے علیحدگی اختیار کی، پھر اسی حالت میں مرا، تو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے، اور جس شخص نے ایسے جاہل امیر کی اندھی تقلید میں لڑائی کی جو عصبیت کی وجہ سے غصہ ہوتا ہو، یا عصبیت کی دعوت دیتا ہو، یا عصبیت کی وجہ سے مدد کرتا ہو، تو اسے قتل کر دیا جائے، تو اس کا قتل جاہلیت کی حالت میں شمار ہوگا، اور جو شخص میری امت میں جنگ کیلئے نکلتا ہے اور امت کے نیکوکاروں اور بدکاروں کو مارتا ہے، اور ان میں ایمان والوں کی پرواہ نہیں کرتا، اور صاحب عہد کا عہد پورا نہیں کرتا، تو وہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:

عن جبير بن مطعم أن رسول الله ﷺ قال: ليس منا من دعا إلى عصبية، وليس منا من قاتل عصبية، وليس منا من مات على عصبية. أبو دؤد (۲/۳۵۷).

ترجمہ......☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عصبیت کا داعی ہے وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے عصبیت کے لئے جنگ کی وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ووٹ کس کو دینا چاھیے

انتخاب کا معاملہ بہت سخت ذمہ داری کا ہے جو شخص امور سیاست میں ماہر، ذی علم، نیک، سمجھ دار، متبع شریعت، ملک وقوم کا خیر خواہ اور ان کے حقوق کی حفاظت کا اہل ہو اور آئندہ اس امیدوار سے دینی، قومی اور ملی خیر خواہی کی امید ہو، اس کو ووٹ دینا فرض ہے اور غیر مستحق کو ووٹ دینا حرام اور قومی امانت میں خیانت کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَحِبُّ الْخَائِنِيْنَ. أنفال (۵۸) .

ترجمہ......☆ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

دوسرے مقام پر ہے:

إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلىٰ أهلها. النساء(۵۸) .

ترجمہ......☆ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو۔

ادائیگی امانت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس منصب کا اہل ہے وہ اس کے سپرد کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

فإذا ضيعت الأمانة فانتظر الساعة. فقال: كيف إضاعتها؟ قال: إذا وسد الأمر إلىٰ غير أهله فانتظر الساعة. بخارى (۱/۱۴).

ترجمہ......☆ جب امانت ضائع کردی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرو، سائل نے پوچھا: امانت کیسے ضائع ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کام کی ذمہ داری ایسے آدمی کے سپرد کردی جائے جو اس کا اہل نہ ہو تو (اب اس فساد کا کوئی علاج نہیں) قیامت کا انتظار کرو!

دوسری روایت میں ہے:

لاإيمان لمن لاأمانة له ، ولا دين لمن لا عهد له. مسند احمد (۳/۲۱۰) كنزالعمال

(۶۲/۳).

ترجمہ......☆ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس کو اپنے عہد کا پاس نہیں اس میں دین نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ ألمستشار مؤتمن. أبو داؤد (۳۵۸/۲).

ترجمہ......☆ جس شخص سے کوئی مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔

مشورہ دینے والے پر لازم ہے کہ مشورہ وہی دے جو اس کے نزدیک مشورہ لینے والے کے حق میں مفید اور بہتر ہو، اگر جانتے ہوئے اس کے خلاف مشورہ دے دیا تو امانت میں خیانت کا مرتکب ہو گیا۔

اگر کسی حلقہ میں کوئی بھی امیدوار صحیح معنی میں قابل، دین دار اور دیانت دار معلوم نہ ہو، مگر ان میں سے کوئی ایک دوسروں کی بنسبت بہتر ہو تو تقلیلِ ظلم اور تقلیلِ شر کی نیت سے اس کو بھی ووٹ دے دینا جائز بلکہ ضروری ہے، جیسا کہ نجاست کے پورے ازالہ پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تقلیلِ نجاست کو اور پورے ظلم کو دفع کرنے کا اختیار نہ ہونے کی صورت میں تقلیلِ ظلم کو فقہاء رحمہم اللہ نے تجویز فرمایا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے:

من ابتلى ببليتين فليختر خفا. أسرار المرفوعة لعلي القاري (۳۲۲/۲).

ترجمہ......☆ جو شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو اسے چاہیے کہ کم درجے کی مصیبت کو اختیار کرے۔

شریعت میں بڑے محظور سے بچنے کے لئے چھوٹے محظور کو گوارا کر لیا جاتا ہے، یعنی ضررِ عظیم کو دفع کرنے کیلئے أَهْوَنُ الْبَلِيَّتَيْنِ (کم درجے کے ضرر) کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔

البتہ جہاں کہیں پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوں تو اس میں شخصیت کے مقابلہ میں پارٹی کے منشور کو مد نظر رکھنا زیادہ مناسب ہوتا ہے، بشرطیکہ امیدوار یا کسی اور اعتبار سے اس میں کوئی شرعی مفسدہ اور خرابی نہ ہو، اس لئے کہ تمام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ کسی ایسی پارٹی کو برسرِ اقتدار لائیں جو عملاً نظامِ اسلام کو ملک میں

نافذ کر سکے۔

ووٹ کے حصول کے لیے رقم تقسیم کرنا

ووٹ کی بنیادی حیثیت شہادت کی ہے اور شہادت پر کسی سے معاوضہ لینا رشوت ہے، جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کی بری خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

أَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ .المائده (٤٢).

ترجمہ......☆ خوب زیادہ حرام کھانے والے۔

رشوت کی تعریف:

وفی المصباح : ألرشوة بالكسر : مايعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على ما يريد. ردالمحتار (٣٦٢/٥).

ترجمہ......☆ مصباح میں ہے: رشوت وہ چیز ہے جو آدمی حاکم وغیرہ کو دیتا ہے تاکہ وہ اسکے حق میں فیصلہ کرے یا اسکی پسند کے مطابق فیصلہ کرے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "تفسیر معارف القرآن" میں لکھتے ہیں:

رشوت کی تعریف شرعی یہ ہے کہ جس کا معاوضہ لینا شرعا درست نہ ہو اس کا معاضہ لیا جائے، مثلا جو کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہے اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہو اس پر کسی فریق سے معاوضہ لینا جیسے حکومت کے افسر اور کلرک سرکاری ملازمت کی رو سے اپنے فرائض ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں، وہ صاحب معاملہ سے کچھ لیں تو یہ رشوت ہے، یا لڑکی کے ماں باپ اس کی شادی کرنے کے ذمہ دار ہیں کسی سے اس کا معاوضہ نہیں لے سکتے، وہ جس کو رشتہ دیں اس سے کچھ معاوضہ لیں تو وہ رشوت ہے، یا صوم وصلوۃ اور حج اور تلاوت قرآن عبادات ہیں جو مسلمان کے ذمہ ہیں، ان پر کسی سے کوئی معاضہ لیا جائے تو وہ رشوت ہے، تعلیم

قرآن اور امامت اس سے مستثنیٰ ہیں۔(علی فتوی المتأ خرین)۔

پھر جو شخص رشوت لے کر کسی کام کو حق کے مطابق کرتا ہے وہ رشوت لینے کا گنہگار ہے، اور یہ مال اس کے لئے سُحت اور حرام ہے، اور اگر رشوت کی وجہ سے حق کے خلاف کام کیا تو یہ حق تلفی اور حکم خداوندی کو بدل دینے کا دوسرا شدید جرم اس کے علاوہ ہو گیا۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو اس بچائے! معارف القرآن (۱۵۱/۳)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

عن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله ﷺ "الراشی والمرتشی".

أبو داؤد (۱۴۸/۲) مسند احمد (۱۶۴/۲).

ترجمہ...... ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

مفتی اعظم ہندوستان حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: روپیہ لے کر غیر مستحق کو رائے (ووٹ) دینا حرام اور ملک وقوم کی خیانت وغداری ہے، اور مستحق کو پیسہ لے کر رائے (ووٹ) دینا رشوت ہے، اگر مستحق کو رائے دینے والا خود پیسہ نہ مانگے اور وہ خود دے دے تو خیر مباح ہوسکتا ہے لیکن غیر مستحق کو رائے دینا کسی طرح بھی حلال نہیں (کفایت المفتی: ۳۵۲/۹)

آج جو نظام حکومت کی ابتری نظر آرہی ہے وہ سب اس قرآنی تعلیم کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے، تعلقات، سفارشوں اور رشوتوں سے عہدے تقسیم کئے جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نااہل اور ناقابل لوگ عہدوں پر قابض ہو کر خلق خدا کو پریشان کرتے ہیں اور سارا نظام حکومت برباد ہو جاتا ہے۔ اس لئے ووٹ کا حق کبھی پیسوں کے عوض میں فروخت ہوتا ہے، کبھی کسی دباؤ کے تحت استعمال کیا جاتا ہے، کبھی وقتی دوستوں اور ناپائیدار وعدوں کے بھروسہ پر اس کو استعمال کیا جاتا ہے اور پڑھے لکھے دیندار مسلمان بھی نااہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دے کر مستحق لعنت و عذاب بن رہے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ ووٹ کی شرعی حیثیت واہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ بولنا اور اس پر معاضہ لینا بھی حرام ہے، اسے محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔

آپ جس امیدوار کو بھی ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص نظریے، علم وعمل اور دیانت داری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے۔

انتخابات کی حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

۱- آپ کے ووٹ کے ذریعے جو نمائندہ اسمبلی میں پہنچے گا وہ اس سلسلے میں جتنے بھی اچھے یا برے اقدامات کرے گا ان کی ذمہ داری آپ پر بھی عائد ہوگی، آپ بھی اس کے ثواب یا عذاب میں شریک ہونگے۔

۲- اس معاملے میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے، ثواب وعذاب بھی محدود ہوتا ہے، قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے اس کا ادنیٰ نقصان بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے اس لئے اس کا ثواب وعذاب بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے اگر کسی نااہل کو ووٹ دے کر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حقوق کو پامال کرنے کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا۔

۳- سچی شہادت کا چھپانا ازروئے قرآن کریم حرام ہے اس لئے آپ کے حلقہ انتخابات میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل ودیانت دار نمائندہ کھڑا ہو تو اسی کو ووٹ دیں، کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴- جو امیدوار اسلامی نظام کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے اس کو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

۵- ووٹ کو پیسوں کے معاوضہ میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے، دوسروں کی دنیا سنوارنے کیلئے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال ودولت کے بدلے

میں ہو کوئی دانشمندی نہیں ہو سکتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنا دین کھو بیٹھے۔ جواہر الفقہ (۳۰۰/۲)۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے! امین۔